وامان اور سکون چاہتی ہے، اس کے پاس ان ہنگاموں کے لیے فرصت ہے اور نہ یہ اس کا مزاج ہے۔ اس کی کمزوری یہ ہے کہ ان نازک حالات میں خاموشی ہی میں اپنی عافیت سمجھتی ہے۔ اس کے اندر حق کو حق اور ناحق کو ناحق کہنے کی ہمت اور حوصلہ نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہمارے لیے خوشی کی بات یہ ہے کہ ایسے افراد کی پہلے بھی کمی نہیں تھی اور موجودہ ہنگاموں کے بعد تو ان کی تعداد میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ جنھوں نے حالیہ فسادات اور ہنگاموں پر اپنی ناگواری اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے، جو لوگ ان میں پیش پیش رہے ہیں ان کے ناپاک عزائم کو واضح کیا ہے اور ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ انھیں اس بات پر افسوس اور صدمہ ہے کہ ان ہنگاموں سے ہماری تصویر بگڑی ہے اور بدنامی اور رسوائی ہوئی ہے۔ ان میں سیاسی افراد بھی ہیں، دانشور اور مفکر بھی ہیں، سماجی کارکن بھی ہیں اور صحافت سے تعلق رکھنے والے تو اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ سیاسی جماعتوں نے بھی اس پر اپنے رنج و ملال کا اظہار کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس احساس کو تقویت پہونچائی جائے اور ان کے ساتھ مل کر امن وامان اور عدل و انصاف کی فضا بحال کی جائے اور یہ حقیقت پوری قوت کے ساتھ واضح کی جائے کہ اس ملک کی سالمیت، اتحاد اور ترقی کے لیے امن وامان کا قائم رہنا ضروری ہے اس کے لیے سوچا سمجھا کوئی منصوبہ اور لائحہ عمل تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

بابری مسجد کی شہادت اور اس کے بعد کے ہنگاموں کے بعد حکومت نے ۱۰ دسمبر ۹۲ء کو ملک کی پانچ پارٹیوں پر پابندی لگادی۔ یہ پابندی غیر قانونی سرگرمیوں کے انسداد سے متعلق قانون کے تحت ہے۔ جن پارٹیوں پر اس قانون کے تحت پابندی لگائی گئی ہے ان میں جماعت اسلامی ہند بھی ہے اس کے نتیجہ میں اس کی سرگرمیاں بند ہو چکی ہیں۔ جماعت کے ذمہ دار اور متوسلین ہی نہیں بلکہ جو لوگ جماعت سے براہ راست واقف ہیں وہ سب ہی حکومت کے اس اقدام سے حیرت زدہ ہیں اس لیے کہ جماعت کے دستور، اس کی پالیسی، اس کے طریقۂ کار اور اس کی پینتالیس سالہ تاریخ میں سے کوئی چیز اس اقدام کے جواز میں نہیں پیش کی جا سکتی۔

جماعت اسلامی، مسلمانوں میں اسلام کی تعلیم کو عام کرتی اور انھیں اس کی پاکیزہ

تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی دعوت دیتی ہے۔ اس کے ساتھ وہ ملک کے دوسرے باشندوں کے سامنے بھی اسلام کا صحیح تعارف کراتی اور اس کے بارے میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ان کے ازالہ کی کوشش کرتی ہے۔ اس کی ساری کوششیں اسلامی ہدایات کے تابع اور دستور ہند کے دئیے ہوئے حقوق کے اندر ہیں۔ جماعت کے دستور اور اس کی پالیسی میں پوری صراحت ہے کہ جماعت اپنے تمام کاموں میں آئینی اور اخلاقی طریقے اختیار کرے گی۔ اس کی پالیسی میں یہ بات ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

جماعت اسلامی ہند اپنے نصب العین کے حصول کے لیے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پابند ہے اور ان ہی کی ہدایات کے تحت اخلاقی، تعمیری، پرامن، جمہوری اور آئینی طریقے اختیار کرتی اور ایسی تمام باتوں سے اجتناب کرتی ہے جو صداقت و دیانت کے خلاف ہوں یا جن سے فرقہ وارانہ منافرت، طبقاتی کشمکش اور فساد فی الارض رونما ہوسکتا ہو۔

جماعت اسلامی کی یہ پالیسی اس کے ہر چہار سالہ پروگرام کے آغاز میں چھپتی ہے اور دستیاب ہے۔ مختلف فرقوں کے درمیان نفرت اور تعصب کا پیدا کرنا اور انھیں ایک دوسرے کے خلاف لڑانا اسلام کی تعلیمات کے صریح خلاف ہے۔ جماعت اسلامی اپنے عقیدہ اور نظریہ کے لحاظ سے ان تعلیمات کی پابند ہے۔ وہ اس کے خلاف جا نہیں سکتی۔ اس کا تصور یہ ہے کہ سارے انسان ایک وحدت ہیں اور ان کے درمیان مساوات اور برابری کا معاملہ ہونا چاہیے۔ اس کے لیے وہ سنجیدہ کوشش کرتی رہی ہے۔ اس وقت ملک کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک دوسرے کے قریب لایا جائے اور ان کے درمیان افہام و تفہیم کا ماحول پیدا ہو جماعت اسلامی زیادہ بہتر طریقہ سے یہ خدمت انجام دے سکتی تھی۔ اسی طرح جماعت کا رکارڈ ہے کہ اس نے جہالت کو دور کرنے اور تعلیم کو عام کرنے میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں، انسانوں کی خدمت۔ وقت ضرورت مصیبت زدوں کے ساتھ تعاون اور فساد کے مواقع پر امدادی کاموں میں پیش پیش رہی ہے۔ اس وقت ملکی تعمیر میں اس کی خدمات کی زیادہ ضرورت تھی۔ افسوس کہ حکومت کے ایک غلط اقدام نے ملک و ملت کو اس کی خدمات سے محروم کر دیا ہے۔

جماعت پر جو الزامات عائد کیے گئے ہیں ان میں سے ایک الزام یہ ہے کہ امیر جماعت

مولانا محمد سراج الحسن صاحب نے ۲۷ مئی ۱۹۹۰ء کی ایک تقریر میں فرمایا کہ کشمیر ہندوستان سے الگ ہوکر رہے گا۔ اسی طرح مولانا عبدالعزیز صاحب نائب امیر جماعت پر یہ الزام ہے کہ انھوں نے یکم اگست ۱۹۹۱ء کی ایک تقریر میں رائے شماری کی بات کی۔ ان دونوں ذمہ داروں نے اپنے حلفیہ بیانات میں اس کی تردید کی ہے کشمیر کے مسئلہ میں جماعت کی شوریٰ کی قرار دادیں اور اس کے ذمہ داروں کے واضح بیانات موجود ہیں۔ ان کی موجودگی میں کوئی شخص یہ دعویٰ ہرگز نہیں کرسکتا کہ جماعت نے کشمیر کی ہندوستان سے علٰحدگی کی بات کہی۔ اس نے ہمیشہ پرامن ماحول میں کشمیریوں سے مذاکرات اور بات چیت پر زور دیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حکومت ان سب باتوں سے واقف ہے لیکن یہ اس کی ایک سیاسی مجبوری تھی کہ جب اس نے غیر مسلم تنظیموں پر پابندی عائد کی تو مسلمان تنظیموں پر پابندی عائد کرے۔ ورنہ غیر مسلم اس سے ناخوش ہوتے اور ان کے ووٹ حاصل کرنا اس کے لیے مشکل ہوتا۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو محض توازن کی خاطر کسی تنظیم پر پابندی عائد کرنا حق وانصاف کو پامال کرنا ہے اور محض الیکشن میں ووٹ کی خاطر ایک بہترین قوت کو ضائع کرنا ہے۔

اسلامی معاشرت پر مولانا سید جلال الدین عمری کی کتاب

مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں

امت مسلمہ کی ذمہ داریوں میں مرد اور عورت دونوں شریک ہیں۔
معاشرہ کی تعمیر میں عورت کی بنیادی اہمیت ہے۔
راہِ حق میں عورتوں نے ہر دور میں استقامت کا ثبوت دیا ہے۔
مسلمان خواتین کی دعوتی ذمہ داریاں کیا ہیں؟
ان ذمہ داریوں کے ادا کرنے میں میاں بیوی کا تعاون کیوں ضروری ہے۔
داعی خواتین کے لیے کیا صفات ضروری ہیں؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنی نوعیت کی ایک مستند کتاب۔ خوبصورت ٹائٹل۔ دوسرا ایڈیشن۔ صفحات ۶۰ قیمت چھ (۶/-) روپے صرف۔ مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی سے شائع شدہ یہ کتاب ادارۂ تحقیق پان والی کوٹھی۔ دودھ پور۔ علی گڑھ (یوپی) سے طلب فرمائیے۔